روزنامہ

(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

قائمقام ایڈیٹر : فخرالحق شمس

ہفتہ 26 ستمبر 2009ء 6 شوال 1430 ہجری 26 تبوک 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 217

کثرت سے ذکر الٰہی

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اس کثرت سے ذکر الٰہی کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگ جائیں

﴿مسند احمد حدیث نمبر:11226﴾

رمضان نے اطاعت، صبر، حوصلہ، اعلیٰ اخلاق کا درس دیا۔ عید بھی اسی جذبہ سے منا رہے ہیں

عبادت اور ذکر الٰہی سے اطمینان قلب کی صورت میں جنت ملتی ہے

نماز قائم کرنے والے اور پاک تبدیلیاں مستقل کرنے والوں کی ہی حقیقی عید ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عیدالفطر فرمودہ 21 ستمبر 2009ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ عیدالفطر کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پاکستانی وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے نماز عیدالفطر پڑھانے کے لئے بیت الفتوح لندن تشریف لائے۔ آپ نے نماز عید کے بعد خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ نشر کیا گیا۔

حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیات 209,208 کی تلاوت کی اور فرمایا آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور عیدالفطر منانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک مہینہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے، اس کے حکم کے مطابق، ہم نے اپنے آپ کو ان کاموں سے روکے رکھا جن کی عام طور پر پابندی نہیں اور ہر طرح جائز ہیں اور یہ ہم نے اپنی روحانی بہتری، ترقی، اخلاقی بہتری، قرآن کریم کو سمجھنے اور اس کی تلاوت کی برکات سے فیض پانے کے لئے گزشتہ 29 دن اپنی استعداد کے مطابق کوشش کی۔ خدا کے قرب کے حصول کی کوشش کی۔ پھر اللہ کے حکم کو سامنے رکھا کہ اخلاقی معیار اس قدر بلند کرنے کی کوشش کی کہ پہلے کے مقابلے پر واضح طور پر فرق نظر آئے۔ سخت تکلیف، تنگی کے حالات میں بھی اچھے اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیا اور یہ سب کچھ اطاعت کا اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے کے لئے کیا اور اسی اطاعت کی وجہ سے آج ہم عید منا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا روحانیت میں ترقی، اطاعت میں ترقی کے معیار، صبر، حوصلہ، اعلیٰ اخلاق کا درس، پاک تبدیلیوں کو پیدا کرنے، تلاوت قرآن کریم کرنے اور خدا کے حکم کی بجاآوری کی ٹریننگ رمضان میں حاصل کی۔ آج ان کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے عہد کرتے ہوئے ہم عید منا رہے ہیں۔ کیونکہ جب خدا کی جنت کی بشارت مل رہی ہو تو کیوں نہ ہم عید منائیں۔

حضور انور نے آیت کریمہ من یطع اللّٰہ والرسول کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اطاعت کے جذبہ سے خدا کی رضا کی جستجو اور تلاش کرنے والوں کو جو جنت اجر کے طور پر ملتی ہے وہ اس دنیا میں عبادت اور ذکر الٰہی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی وجہ سے دلوں کے اطمینان کی صورت میں ملتی ہے۔ کیونکہ دلی سکون عبادت سے ہی ملتا ہے۔ ورنہ امیر و کبیر اکثر پریشان رہتے ہیں۔ دولت سکون نہیں دیتی۔ امیر لوگ دل اور گھبراہٹ کی بیماری میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ پس ہم نے روزے کی حالت میں جو اخلاق حاصل کئے ہیں اب بغیر روزے کے بھی قائم رکھنے ہیں۔ یہ کوشش ہمیشہ جاری رہنی چاہئے۔ پھر ہی جنت ملے گی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اس دنیا میں ہی سکون قلب کی صورت میں جنت ملتی ہے جو کہ آخرت میں متمثل کر کے دی جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ عید کے دن بھی اطاعت خدا کا خیال رکھنا ہے۔ نیکیوں کی جو کوشش رمضان میں کی تو اس دن تکبیرات میں بتایا کہ خدا کی کبریائی کے ادراک سے ہر لمحہ خدا کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اگر ایسا ہوگا تو ہر روز ہی روز عید ہوگا۔ حقیقی عید یہی ہے کہ پاک تبدیلیوں کے عہد پر عمل شروع کر دیا جائے۔ نماز قائم کرنے والے اور پاک تبدیلیاں مستقل طور پر اختیار کرنے والوں کی ہی حقیقی عید ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ وہ کون سا دن ہے جو جمعہ و عیدین سے بہتر ہے وہ انسان کی توبہ کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن اس کا اعمال نامہ دھو دیا جاتا ہے۔ پس رمضان میں سچی توبہ کی ہے اور سچی کوشش کی ہے تو پھر ہمارا ہر دن عید کا دن ہے۔ کیونکہ جس نے خدا کی رضا کے لئے اپنی جان کو قربان کر ڈالا وہ کس طرح احکامات سے باہر نکل سکتا ہے۔ پاک تبدیلی کرنے والے کو دنیاوی چیزوں کا لالچ نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کی رضا کے لئے اپنے نفس کو بیچنے کا سودا کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے والوں سے خدا بہت مہربانی کرنے والا ہے۔ کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف لے جاتی ہے۔ حقیقی عید کا اظہار تب ہوتا ہے جب ہر قسم کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ جماعت اس طرف توجہ کرتی ہے۔ ہزاروں ہیں جو اپنی روحانیت کے سنوارنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ یتیموں، غرباء اور سائلین کے لئے احمدیوں کو اپنے دلوں کو زیادہ کھولنا چاہئے۔ یو۔ کے والوں نے افریقہ کے گاؤں میں بجلی، پانی مہیا کرنے کے لئے خرچ اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ ایک اچھا منصوبہ ہے۔ جو ایسا کرتے ہیں خدا ان کے اموال و نفوس میں برکت دے رہا ہے۔ دوسروں کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہئے۔ لازمی چندہ جات تو حقوق اللہ کی ادائیگی میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مخیّر حضرات کو ایسی قربانیوں میں حصہ لینا چاہئے۔ حضور انور نے

باقی صفحہ 7 پر

ماٹو شوریٰ 2009ء

''یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا''۔

﴿چھٹی شرط بیعت﴾

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 24/ اگست 2003ء میں فرماتے ہیں:۔

''اللہ اور رسول ہم سے کیا چاہتے ہیں، یہی کہ رسم و رواج اور ہوا و ہوس چھوڑ کر میرے احکامات پر عمل کرو۔۔۔۔۔۔ پس رسم و رواج سے بچنا اور ہوا و ہوس سے بچنا۔۔۔۔۔۔ تعلیم کا حصہ ہے اور اس تعلیم کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے رہنما قرآن شریف ہے اور اصل میں تو اگر ایک مومن قرآن شریف کو مکمل طور پر اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لے تو تمام برائیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔ اور پھر جہاں ضرورت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اپنے فعل سے اپنے قول سے اس کی وضاحت فرما دی اس لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اس کو اپنے سر پر قبول کرو۔''

﴿مرسلہ: ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء﴾

☆☆☆☆☆☆☆

ای این ٹی سپیشلسٹ کی آمد

مکرم ڈاکٹر کرنل افتخار اسلم صاحب ماہر امراض کان، ناک اور گلا مورخہ 27 تا 30 ستمبر 2009ء آؤٹ ڈور بالائی منزل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ کرینگے۔ ضرورت منداحباب و خواتین سے گزارش ہے کہ ان کی خدمات سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی رجسٹریشن کروالیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

﴿ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ﴾

☆☆☆☆☆☆☆

روحانی خزائن کے کمپیوٹر ائزڈ ایڈیشن کی اشاعت کے موقع پر

سیدنا حضرت مسیح موعود کی پُر معارف کتب کے مطالعہ کی افادیت و اہمیت کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت کے نام بصیرت افروز پیغام

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے ﴿حضرت مسیح موعود﴾

مرسلہ: نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے......حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو۔

......ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب (۔) کی اشاعت اور (۔) ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وقال الانسان مالها کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں واذاالصحف (۔) کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔''

(آئینہ کمالات......روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 473)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

''کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک (۔)(دعوت) قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے.......... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بری اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے..........''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 260،263)

سو اس زمانے میں (۔) سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے (۔) کا سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر (۔) سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور (۔) کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور (۔) کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر (۔) کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح (موعود) کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا (۔) کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی (۔) یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''در کلام تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست (۔)

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود صفحہ 62۔ تذکرہ صفحہ 508)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''......جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا (۔) یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 365)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 361)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح (موعود) کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

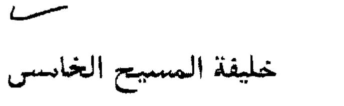

خلیفۃ المسیح الخامس

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ﴿ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ﴿ مقام اشاعت ﴿ دار النصر غربی چناب نگر ﴿ ربوہ ﴿ قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

☆ ”چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نورِ دیں بودے“ ☆

حضرت مسیح موعود کی نظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا مقام

حاجی الحرمین شریفین حضرت مولانا نورالدین بھیروی کو یہ شرف اور سعادت حاصل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے حد درجہ مخلص و جاں نثار محبّ بھی تھے اور غائت درجہ عزیز و مقرب بھی اور اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان سے آپ قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر یعنی حضرت مسیح موعود کے پہلے خلیفہ و جانشین بنے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو یہ شرف و مرتبہ کیونکر حاصل ہوا اور آپ کس طرح اپنے رب کے مقرب بندے اور حضرت مسیح موعود کے پیارے مرید بن گئے۔ مختصر جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اپنے اخلاص و تقویٰ اور علم و معرفت کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دل میں یہ تڑپ موجود تھی کہ چودھویں صدی ہجری کے پُر آشوب اور مایوس کن دور میں ایک مرشد ربانی مل جائے جو دین حق کا حقیقی اور روشن چہرہ دکھانے والا اور اس کی حقانیت اور فتح ظاہر کرنے والا ہو اور جس کی سچی پیروی کرکے الٰہی خوشنودی اور رضا حاصل ہو جائے چنانچہ حضرت مولانا نورالدین نے اپنی اس دلی آرزو اور تڑپ کو ایک عربی مضمون میں واضح کیا ہے جسے حضرت مسیح موعود نے اپنی تصنیف لطیف ”کرامات الصادقین“ کے آخری حصہ میں درج فرمایا ہے۔ متذکرہ مضمون کے چند حصوں کا اردو ترجمہ ”حیات نور“ ص 109 تا 112 سے مختصراً پیش کی جاتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا:

”میں نے جب سے اس زمانہ کے لوگوں کی خرابیوں کا مشاہدہ کیا اور مذاہب اور اہل مذاہب میں تغیرات دیکھے تب سے میں شوق رکھتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ ایسا شخص دکھائے جو دین .... کی تجدید کرے اور معاندین اور شیاطین پر روحانی سنگباری کرے میں اس خواہش کے پورا ہونے کا دلی امیدوار تھا“ آگے چل کر فرماتے ہیں:

”اسی اثناء میں مجھے حضرت السید الاجل اور بہت ہی بڑے علامہ اس صدی کے مجدد و مہدی الزماں مسیح دوراں اور مؤلف براہین احمدیہ کی طرف سے خوشخبری ملی میں ان کے پاس پہنچا تا کہ حقیقت حال کا مشاہدہ کروں........... میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور لبیک کہا........... پھر میں نے مہدی الزماں کی محبت کو اختیار کر لیا اور آپ کی بیعت صدق دل سے کی........... میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا“۔

(تحریر حضرت مولانا نورالدین مندرجہ کرامات الصادقین“ روحانی خزائن جلد ہفتم صفحہ 151)

حضرت مسیح موعود کی دعا کا جواب

حضرت مسیح موعود مامور کئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیا کرتے تھے ان کے بارہ میں حضرت مسیح موعود اپنی روح پرور تصنیف ”آئینہ کمالات اسلام“ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”جب سے میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں اور حیّ و قیوم کی طرف سے زندہ کیا گیا ہوں دین کے چیدہ مددگاروں کی طرف شوق کرتا رہا ہوں اور وہ شوق اس شوق سے بڑھ کر ہے جو ایک پیاسے کو پانی کی طرف ہوتا ہے اور میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے رب! میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا اور ذلیل ہوں پس جبکہ دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور آسمان کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص...... عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور میرے ان مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔“

(روحانی خزائن جلد پنجم ترجمہ از ”آئینہ کمالات اسلام“ طبع اول ص 582-581 بحوالہ حیات نور“ ص 113)

حضرت اقدس کے جلال و جمال کا اثر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین صاحب حضرت مسیح موعود کی اولین ملاقات کے لئے 1885ء میں قادیان حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس کی کشش اور اپنے جذب و شوق کا خلاصہ حضرت مولانا نورالدین نے ان وجد آفریں الفاظ میں بیان کیا ہے:

”چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں“

(”حیات نور“ ص 116)

مصلح الدین راجیکی نے کیا خوب کہا ہے:

منحصر ہے اک نظر پر جان و دل کا فیصلہ
کون کرتا ہے محبت عہد و پیاں دیکھ کر

حضرت مولوی صاحب کی عیادت کے لئے جموں کا سفر

حضرت مولانا نورالدین خود بیان فرماتے ہیں:

”حکیم فضل الدین صاحب نے میری کسی بیماری میں گھبرا کر حضرت صاحب (مسیح موعود) کو لکھ دیا کہ بیمار ہیں۔ حضرت صاحب بے تاب ہو کر میرے پاس جموں تشریف لے گئے۔“

(”مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین“ ص 219)

عیادت کے سلسلہ میں حضرت مولانا نورالدین کی خوش بختی پر جناب عبیداللہ علیم کا یہ شعر کتنا پُر لطف محسوس ہوتا ہے۔

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

نور اخلاص

حضرت اقدس مسیح موعود اپنے رسالہ ’فتح اسلام‘ (مطبوعہ 1890ء) میں فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح **نور دین** ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمۂ .... کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔“

(”فتح اسلام“ روحانی خزائن جلد سوم ص 35)

اطاعت و محبت کے لئے ہمہ وقت مستعد

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دل میں اپنے محبوب آقا کی اطاعت و محبت کا کیسا جذبہ موجزن تھا اس کی ایک مثال حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے مندرجہ ذیل بیان سے ملتی ہے۔ حضرت میر صاحب فرماتے ہیں:۔

”ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا تھا وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا مگر یہ کہ وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحی صاحبہ بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی (نہالی ایک مہترانی تھی جو حضرت صاحب کے گھر میں کماتی تھی) کے لڑکے کو دے دو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لو کہ بالآخر وہی لڑکی حضور کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعود کا حسن و احسان میں نظیر ہے۔ یعنی حضرت مصلح موعود۔ ناقل“

(سیرت المہدی حصہ سوم ص 578)

مالی خدمات اور استقامت

حضرت مسیح موعود اپنی تصنیف لطیف ”ازالۂ اوہام میں حضرت مولانا نورالدین کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

”ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جاں نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر پہلو سے .... کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔“

پھر فرماتے ہیں: ”انہوں نے ایسے وقت میں بلاتردد مجھے قبول کیا جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت منع کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے دعوے کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاهدین

صفت ایثار

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب نشان آسمانی 1892ء میں تحریر فرماتے ہیں:

''مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی.......... میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خداتعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولےٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے۔''

پھر فرمایا: ''خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔'' (آمین ثم آمین)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے

(نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد چہارم ص407)

شان استغناء

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ایک مرتبہ کسی کا علاج کیا ایک بڑھیا نے نذرانہ میں مجھ کو سکھوں کے وقت کا تانبے کا ایک پیسہ دیا۔ میں نے نہایت خوشی اور شکر گزاری کے ساتھ لے لیا اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اس کو اگر خدا کے نام پر کسی کو دے دوں تو کم سے کم اس ایک پیسہ کے سات سو پیسے بنا سکتا ہوں۔ (مرقاۃ الیقین ص304)

کمال کے نشان

اپنی روح پرور و پُر معرفت تصنیف ''آئینہ کمالات اسلام'' حصہ عربی میں حضرت مسیح موعود اپنے محبّ و مرید باصفا حضرت مولانا نورالدین کے علم و فضل کے متعلق فرماتے ہیں:

اور اس کے کمال کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ جب اس نے .... کو مجروح دیکھا اور اس کو ایک مسافر سرگرداں کی طرح یا اس درخت کی طرح پایا جو اپنی جگہ سے ہلایا جائے تو اس نے غم کو اپنا شعار بنا لیا اور مارے غم کے اس کے عیش مکدر ہو گیا اور وہ مضطر کی طرح دین کی مدد کو کھڑا ہو گیا اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جو دقائق اور معارف سے بھری ہوئی ہیں اور جس کی نظیر پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی عبارتیں باوجود مختصر ہونے کے فصاحت سے بھری ہوئی ہیں اور ان کے الفاظ نہایت خوبصورت اور عمدہ ہیں جو کہ دیکھنے والوں کو شراب طہور پلاتی ہیں اور اس کی کتابوں کی مثال اس ریشم کی ہے جو مشک کے ساتھ آلودہ کیا جائے پھر اس میں موتی اور یاقوت اور بہت سی کستوری ملائی جائے پھر اس میں عنبر ملا کر معجون کی طرح بنا دیا جائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی کتابیں جامع ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از مرقاۃ الیقین ص37)

حضرت مولانا نورالدین نے فرمایا:

''ایک مرتبہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو عمل تسخیر بتائے دیتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے''..........یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں ہے ہم نے تمہارا مسخر بنا دیا ہے اب اس سے زیادہ آپ مجھ کو کیا بتائیں گے؟ سن کر حیران سارہ گیا''

(مرقاۃ الیقین ص270)

اطاعت و اخلاص کے واقعات

''آئینہ کمالات اسلام'' میں حضرت اقدس مسیح موعود اپنے عاشق صادق حضرت مولانا نورالدین کے متعلق یہ بھی فرماتے ہیں:

''اس کو میرے دل سے عجیب تعلقات ہیں میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں کی مفارقت اختیار کرتا ہے میرے کلام کے سننے کے لئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے اور میرے مقام کی محبت کے لئے وہ اپنے اصلی وطن کی یاد کو چھوڑ دیتا ہے اور میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور میں اس کو اپنی رضا میں فانیوں کی طرح دیکھتا ہوں جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بلاتوقف پورا کرتا ہے اور جب کسی کام کی طرف مدعو کیا جاتا ہے تو وہ سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں سے ہوتا ہے اس کا دل سلیم ہے اور خلق عظیم اور کرم ابرِ کثیر کی طرح ہے۔''

(بحوالہ مرقاۃ الیقین ص40)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولانا نورالدین 1892ء میں ریاست جموں کی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے تھے اس کے بعد آپ اپنے وطن بھیرہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے ایک بہت بڑا شفاخانہ اور ایک عالیشان مکان تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا اور پھر مکان کی تعمیر شروع کرا دی اسی دوران آپ حضرت اقدس مسیح موعود کی ملاقات کے لئے قادیان حاضر ہوئے آپ کا ارادہ تھا حضرت کی ملاقات کے بعد جلد قادیان سے واپس ہو جائیں گے اس لئے واپسی کا یکہ کرائے پر لیا تھا لیکن دوران گفتگو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ قادیان سے واپسی ایک دو روز کے لئے ملتوی کر دی جائے لیکن اس کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد پر آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی ایک بیوی، پھر اپنا کتب خانہ اور پھر دوسری بیوی کو بھی قادیان بلا لیا ''حیات نور'' ص 185 پر درج ہے ''پھر ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اب اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے۔'' (حیات نور ص185)

''حیات نور'' میں یہ وجد آفریں واقعہ مرقوم ہے:

''محترم جناب حکیم محمد صدیق صاحب آف میانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب آپ مطب میں بیٹھے تھے اردگرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے گویا دل میں یہ تھا کہ حضور کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو جائے۔ پھر جب خلیفہ ہو گئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوا کرتا تھا جسے مرزا کہتے تھے نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔'' (حیات نور ص188)

حضرت مولوی صاحب کی اس درجہ دل گرفتگی اور وارفتگی کا تصور کر کے جہاں آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں وہاں حضرت اقدس مسیح موعود کے یہ پُر درد اشعار بھی جھلکنے لگتے ہیں:

اے محبت عجب آثار نمایاں کر دی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کر دی
واہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض
در رفتن بزدی آمدن آساں کر دی

ترجمہ:۔ (''اے محبت تو نے عاشقوں کی ایک عجیب حالت ظاہر کی ان کے لئے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے۔ واہ تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا اور آنا آسان کر دیا۔''

(درثمین فارسی ترجمہ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب ص258)

''حیات نور'' میں بروایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مرقوم ہے:

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیویوں میں یہ دلچسپ اختلاف ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود کو ان میں سے کس کے خاوند کے ساتھ زیادہ محبت ہے آخر معاملہ حضرت اماں جان تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے علم میں تو بڑے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اول) کے ساتھ زیادہ محبت ہے مگر ابھی امتحان کئے لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے رفیق .... ابھی آپ اس فقرہ کو پورا نہیں کرنے پائی تھیں کہ حضرت اقدس نے جلدی سے فرمایا! کیوں مولوی نورالدین صاحب کی کیا بات ہے؟ اور اس طرح حل شدہ مسئلہ کی تصدیق ہو گئی۔'' (حیات نور ص310)

5 ستمبر 1907ء کے حوالہ سے ''حیات نور'' میں درج ہے:

''ایک بیمار جو کہ بہار سے اپنا علاج کروانے کے لئے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا حضرت اقدس کی خدمت میں بھی سلام کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے اثنائے گفتگو میں حضرت مولوی صاحب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''مولوی صاحب کا وجود از بس غنیمت ہے آپ کی تشخیص بہت اعلیٰ ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بیمار کے واسطے دعا بھی کرتے ہیں۔ ایسے طبیب ہر جگہ کہاں مل سکتے ہیں''

(حیات نور ص303)

غیر معمولی عظمت مقام

حیات نور میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا بیان فرمودہ ایک چشم دید واقعہ درج ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں حضرت خلیفہ اول بیمار ہو گئے اور حضرت مسیح موعود آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ایک دن حضرت مولوی صاحب کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز تھی۔ اس واقعہ کا بقیہ حصہ ''حیات نور'' سے من وعن درج کیا جاتا ہے:

''اپنے مکان میں تشریف لا کر حضرت صاحب نے ایک الماری سے کچھ دوائیں نکالیں اور حضرت اماں جان کے دالان میں ہی زمین پر بیٹھ گئے اور ان دواؤں میں سے کچھ دوائیں نکال نکال کر کاغذ کے ٹکڑوں پر رکھنی شروع کر دیں۔ حضرت مسیح موعود کی فکرمندی کو دیکھ کر حضرت اماں جان بھی آ کر حضور کے پاس بیٹھ گئیں اور جیسے کوئی کسی کو تسلی دیتا ہے۔ اس طرح سے آپ نے حضور سے کلام کرنا شروع کر دیا کہ جماعت کے بڑے بڑے عالم فوت ہو رہے ہیں۔ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی فوت ہو گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب بھی فوت ہو گئے خداتعالیٰ مولوی صاحب کو صحت دے۔ حضرت اماں جان کی یہ باتیں سن کر حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

''یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے''۔

(''حیات نور'' ص299)

.... بقیہ صفحہ 6 ....

مدفون ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/اکتوبر 2004ء کو لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ نے فرمایا:۔

''مرحومہ لجنہ اماء اللہ کی نہایت محنتی فرض شناس اور انتھک کارکنہ تھیں۔ نماز، روزہ، روزانہ تلاوت اور نماز تہجد کی سختی سے پابندی کرنے والی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر 2004ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو نسلاً بعد نسلٍ سلسلے سے وابستگی اور اخلاص میں ترقی عطا فرمائے۔

مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

مؤرخ احمدیت تاریخ کا حصہ بن گئے

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

مولانا دوست محمد شاہد کا تخصص تاریخ نہیں تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نظر جوہر شناس نے انہیں چن لیا تو وہ گویا پارس بن گئے۔ پنڈی بھٹیاں جیسے کوردہ سے اٹھ کر آنے والا ایک معمولی طالب علم سلسلہ کا جید عالم ہی نہیں بنا سلسلہ کی تاریخ کا حافظ و محافظ بھی بن گیا۔

ع
یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا حافظہ ودیعت فرمایا تھا کہ معمولی سے معمولی بات بھی ان کے ذہن میں محفوظ ہو جاتی تھی اور وہ اس بات میں سے سلسلہ کے مفید مطلب مواد چن کر اسے تاریخ کا حوالہ بنا دیتے اور محفوظ کر دیتے تھے۔ استاذی المحترم پروفیسر سید وقار عظیم صاحب نے ریسرچ کے دوران ہمیں ایک نکتہ سمجھایا تھا کہ اپنے موضوع تحقیق کے متعلق ہر حوالہ اور ہر کتاب جو آپ کی نظر سے گزرتی ہے وہ بظاہر آپ کے کام کی نہ بھی ہو تو اسے ضائع نہ ہونے دو۔ کہیں نہ کہیں تمہیں اس کے حوالہ کی ضرورت پیش آ سکتی ہے اس لئے حوالوں کی اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کرو اور انہیں اپنے ذہن میں محفوظ و مستحضر رکھو۔ جونہی تمہیں اس حوالہ کی افادیت سمجھ میں آئے اور اس کی ضرورت پیش آئے اپنے ذہن کو مستحضر کرو وہ حوالہ تمہارے لئے کام کی چیز بن جائے گا اور تمہاری بات میں توثق پیدا ہو جائے گا۔

میں حیران ہوا کرتا ہوں کہ مولانا صاحب تو کسی یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے نہیں تھے نہ انہیں کسی ایسے استاد سے ریسرچ کے رموز اور اسرار سیکھنے کا موقعہ ملا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ سلسلہ کے کام کی چیزیں اور حوالے ان کے لئے حرز جاں بن گئے تھے اور وہ بروقت ایسے حوالے پیش کرنے میں ایسے مستعد تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے انہیں حوالوں کا بادشاہ قرار دیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ مولانا چلتی پھرتی تاریخ ہیں ادھر کسی نے کوئی بات پوچھی ادھر اس بات کا حوالہ موجود اور ان کی عادت جاریہ تھی کہ جہاں کسی مفید مطلب بات کا پتہ چلتا، کسی کتاب کا علم ہوتا، کسی حوالہ کی بھنک ان کے کان میں پڑتی فوراً اس تک پہنچنے کی سعی کرتے۔ خود میرے ساتھ کئی بار ایسا ہوا کہ میرے کسی مضمون میں انہیں کوئی ایسی بات نظر آئی جو سلسلہ کے لئے مفید ہو سکتی تھی تو فوراً اپنے رتبۂ بلند کے باوجود مجھے خط لکھا اور اس حوالہ کی اصل نقول طلب فرمائیں اور انہیں سلسلہ کی تاریخ میں محفوظ کر دیا۔ مجھے یاد ہے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی صدر نکسن سے ملاقات کے بارہ میں امریکی کاغذوں کے حوالہ سے میرا ایک مضمون جناب ثاقب زیروی کے رسالہ لاہور میں چھپا۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا فیکس آیا کہ اس مضمون میں جو انگریزی حوالہ دیا گیا ہے اس کی نقل انہیں مہیا کروں چنانچہ میں نے نہ صرف اس حوالہ کی اصل نقل انہیں بھیجی بلکہ اس کتاب کے پبلشر کا پتہ وغیرہ بھی انہیں دیا اور مولانا صاحب اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک وہ کتاب سلسلہ کی لائبریری میں پہنچ نہیں گئی اور مولانا نے میرے دئے ہوئے حوالے کی تصدیق اپنی آنکھوں سے نہیں کر لی۔ تاریخ کو محفوظ کرنے کے لئے ایسی ہی لگن اور دلسوزی کی ضرورت ہوتی ہے۔

تاریخ محض واقعات کو محفوظ کرنے کا نام نہیں کسی واقعہ کے پیش منظر اور پس منظر کو جانے بغیر اس واقعہ کو تاریخ کا حصہ بنانا ممکن نہیں ہوتا ورنہ تاریخ افواہوں کا مجموعہ بن کر رہ جائے۔ اسی طرح وقت کی تعین کرنے کے لئے بے پناہ عوامل کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ ماضی کے واقعات میں وقت کی تعین کے بغیر وثوق پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے ہمارے ہاں سلسلہ کے اخباروں میں تقریبات کی رپورٹیں چھپتی ہیں تو وقت معین طور پر درج ہوتا ہے دوسرے اخباروں میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس کی حکمت ہمیں بھائی مسعود احمد دہلوی نے سمجھائی تھی کہ سلسلہ کی تاریخ میں ہر لمحہ کو محفوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کو پچھلی نسلوں کے کاموں کا اور ان کی روزمرہ کی سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا رہے۔ ہم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی تاریخ احمدیت میں حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کے عہد مبارک کی تفصیلات دیکھتے ہیں تو ہمارے دل سے ان بزرگوں کے لئے دعائیں نکلتی ہیں جنہوں نے اس دور کے ایک ایک لمحے کو محفوظ کر دیا اور اب ہمارے سامنے اس دور کی پوری تصویر موجود ہے۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے جس عرق ریزی سے اس ایک ایک لمحہ کا مطالعہ کر کے اسے دریافت کیا اور تاریخ میں درج کیا ہے وہ انہی کا کام ہے۔ ہر مردے و ہر کارے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی، حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی، ایسے لوگ تھے جنہوں نے سلسلہ کی تاریخ کو محفوظ کیا۔ ملک صلاح الدین اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب ایسے نابغے تھے جنہوں نے ان کی لکھی ہوئی تاریخ کو کھنگال کھنگال کر رفقاء مسیح موعود کے اور سلسلہ کے اور سلسلہ کے خلفاء کے حالات محفوظ کئے اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا نام تاریخ میں اس لئے زندہ رہے گا کہ انہوں نے سلسلہ کی تاریخ نہ صرف مجتمع کی بلکہ خالصتاً احمدیہ علم کلام کی روشنی میں اسے ورطۂ تحریر میں بھی لائے۔ ان جیسی تاریخ نویسی کوئی اور نہ کر سکتا۔ جماعت احمدیہ کے علم کلام میں تاریخ لکھنے کا آغاز تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی سیرۃ خاتم النبیّین سے ہوا۔ تاریخ لکھنے کے لئے جس تبحر اور توکل اور توثق کی ضرورت ہوتی ہے مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے یہ سب کچھ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے سیکھا اور نبھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ احمدیت کا کوئی قاری ایک لمحہ کے لئے بھی تاریخ کے بہاؤ سے جدا نہیں ہوتا۔

مولانا دوست محمد شاہد صاحب ایک متبحر عالم اور مقرر تھے۔ ہم نے پہلے پہلے انہیں خدام کے سٹیج پر ولولہ انگیز تقریریں کرتے سنا۔ 1953ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں سلسلہ کی تاریخ محفوظ کرنے کا کام سونپا۔ سٹیج کی تقریریں بھی جاری رہیں مگر ان کی توجہ تاریخ کی طرف ہو گئی۔ تاریخ احمدیت کی پہلی جلد چھپنے تک کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ تاریخ کس نہج پر لکھی جا رہی ہے مگر تاریخ چھپی تو ہر طرف سے نوجوان مؤرخ احمدیت کے اسلوب تاریخ نویسی پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے گئے۔ اب ان کا تخصص تاریخ ہو گیا۔ ان کے مطالعے کا رخ بھی مؤرخانہ ہو گیا یعنی ہر بات کو جانچنا تولنا پرکھنا اور پھر قبول کرنا۔ مناظرے کرنا انہیں خوب آتے تھے اب ان مناظروں میں تاریخ دانوں جیسی ژرف نگاہی پیدا ہو گئی۔ ان کے مقابل مناظر حیران ہونے لگے کہ یہ نوجوان بغیر تاریخی حوالے کے بات ہی نہیں کرتا۔ پرانے محدثین مفسرین اور علما کی تحریریں اور ان کے حوالے ان کے نوک زبان تھے۔ ادھر حوالہ طلب ہوا ادھر حوالہ موجود بلکہ مستحضر۔ یہ سلسلہ دور تک چلا۔ 1974ء میں جب آپ اسمبلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہمراہ حاضر تھے ادھر حوالہ طلب کیا جاتا ادھر حوالہ پیش کر دیا جاتا۔ مخالف علماء نے اعتراف کیا کہ ان کے پاس تاریخی حوالوں کا خزانہ ہے کہ پلک جھپکتے میں حوالہ ڈھونڈھ بھی لیتے ہیں اور پیش بھی کر دیتے ہیں۔ ایک مخالف مولوی نے تو برملا یہ کہا تھا کہ ہمارے علما حوالے ڈھونڈنے میں اتنا وقت صرف کرتے ہیں کہ حوالہ ملتے ملتے اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔

ایسا تبحر مطالعہ کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا کے مطالعہ کی عادت ضرب المثل تھی اور نہ صرف مطالعہ میں فرد تھے اخذ و اکتساب میں بھی ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ پڑھنا اور فوراً اپنے مطلب کی بات اخذ کرنا ہر آدمی کو نہیں آتا۔ پھر اس بات کو استدلال کے معیار پر جانچنا اور پھر قبول کرنا بھی ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ جس طرح مولانا بات میں سے بات نکالتے تھے اسی طرح دلیل میں سے دلیل نکالنا بھی ان کا خاص فن تھا۔ ان کی گفتگو میں وثوق اور انداز بیان میں ایک طنطنہ تھا ان کے لہجہ میں قطعیت تھی مگر ایسی قطعیت نہیں جو برخود غلط لوگوں میں ہوتی ہے ایسی قطعیت جو گہرے علم اور وسیع مطالعہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ بعض برخود غلط پروفیسر ربوہ آئے اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے ملنے اور اپنی دانست میں انہیں لاجواب کرنے کی نیت لے کر آئے۔ ہم بلا جھجک انہیں مولانا کے پاس لے جاتے رہے۔ مولانا ان کی بات اطمینان اور خاموشی سے سنتے اور جب وہ سمجھتے کہ انہوں نے اپنے حساب سے مسکت دلائل دے لئے ہیں تو مولانا بات شروع کرتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ وہ لوگ یوں لاجواب ہوتے کہ بغلیں جھانکنے لگتے اور یہ کہہ کر اجازت چاہتے کہ پھر حاضر ہوں گے اور باہر نکل کر کہتے کس بے پناہ عالم سے واسطہ پڑ گیا تھا۔

اسی طرح ایک ریسرچ سکالر ربوہ آئے وہ جس موضوع پر تحقیق کر رہے تھے اس سلسلہ میں کسی عالم سے استمداد چاہتے تھے۔ ہم انہیں مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے حوالہ کر کے کالج واپس آ گئے۔ جب شام کے وقت تک وہ واپس نہ آئے تو ہم مولانا کے دفتر تاریخ احمدیت میں گئے دیکھا کہ دونوں حوالوں کی تنقیح و تحقیق میں جٹے ہوئے ہیں اور دونوں میں سے کسی کو وقت کا اندازہ ہی نہیں کہ کتنا وقت گزر چکا ہے۔ وہ صاحب کہنے لگے اے کاش یونیورسٹی میں مجھے کوئی ان جیسا سکالر راہنما کے طور پر میسر آ جاتا تو میں کتنا خوش قسمت ہوتا۔ وہ صاحب نہ صرف پی ایچ ڈی ہوئے بلکہ دنیا کی ایک مشہور اسلامی یونیورسٹی میں استاد ہیں۔ جب تک ان سے رابطہ رہا مولانا کے تبحر علمی اور علم دوستی اور علم شناسی کے باب میں رطب اللسان رہے۔ ان کا مقالہ چھپا تو اس کے دیباچہ میں انہوں نے مولانا کا شکریہ ادا کیا اور لکھا تھا ''ایک ایسے عالم کا از حد احسان مند ہوں کہ جس سے ایک دن کی صحبت نے اس موضوع کے سارے در و بست مجھ پر منکشف کر دئے مگر اس کی طرف سے اس کا نام لکھنے کی اجازت نہیں۔'' اس نے مولانا کی خدمت میں اپنا مقالہ بھیجا تھا شاید مولانا کے کتب خانہ میں موجود ہوگا۔

تو جناب مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا فیضان صرف احمدیوں تک محدود نہیں تھا وہ ہر علم دوست محقق کی دل و جان سے مدد کرنے پر مستعد رہتے تھے۔ ربوہ میں ہوتے یا ربوہ سے باہر علم کے متلاشی ان سے فیض پاتے رہتے تھے۔ ان کا علم محض کتابی نہیں تھا مستحضر علم تھا۔

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

ان کے ذاتی اوصاف کا بیان تو وہی کر سکتا ہے جو ان سے قریب تر رہا ہو۔ ہمارا تو ان سے گاہے گاہے کا رابطہ تھا ہمارے کالج کی علمی تقریبات میں شرکت کر کے ہمیں سرفراز کیا کرتے تھے۔ مشاعروں میں بھی ضرور تشریف لاتے الا کہ کوئی بہت ہی مجبوری ہو یا کوئی ایسا کام کر رہے ہوں جس کو پایۂ تکمیل پہنچائے بغیر اپنے دفتر سے اٹھنا نہ چاہتے ہوں۔ یہ ان کی عادت جاریہ تھی کہ جب تک کام مکمل نہ ہو جاتا اپنے مستقر نہ چھوڑتے۔ عزیزی سلطان احمد مبشر نے تو کم کم مگر ہمارے دوست ناصر احمد ظفر نے جو عزیزی سلطان احمد مبشر کے ماموں ہیں ہمیں اکثر بتایا کہ مولانا کو کام کے

علاوہ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کوئی بیمار ہے تو انہیں فکر نہیں ہوتی تھی کہ وہ ہسپتال کیسے جائے گا یا دوا کیسے لائے گا؟ کسی شئے کی ضرورت ہے تو وہ کیسے مہیا ہوگی؟ انہیں پورا توکل تھا کہ کسی نہ کسی طریق سے اللہ تعالیٰ وہ ضرورت پوری کر دے گا۔ دفتر سے نماز کے اوقات میں اٹھنا بیت الذکر تک جانا اور بیت الذکر سے واپس دفتر تک پہنچنا یہ ان کی ساری تگا پوتھی۔ جب تک خلافت لائبریری قصر خلافت کے ساتھ تھی بہت خوش تھے کہ دفتر سے غیر حاضری کا وقت بہت کم ہے اور نماز سے فراغت کے بعد جلدی دفتر میں پہنچا جا سکتا ہے۔ عزیزی سلطان احمد مبشر ڈاکٹر بن گیا تو ہم مبارکباد دینے کو گئے۔ فرمانے لگے اس کے ڈاکٹر بن جانے سے میری بہت بڑی فکر دور ہوگئی ہے اب یہ گھر والوں کی طبی کفالت کرلیا کرے گا اور مجھے پریشان نہیں ہونا پڑے گا۔ اکلوتے ڈاکٹر بیٹے کو بھی وقف کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کی خدمت پر مستعد ہے۔ امید واثق ہے کہ اسے اپنے امی ابا کی خدمت کی خوب توفیق ملی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ناصر احمد ظفر صاحب نے بتایا کہ مولانا کی ایک بیٹی کی شادی ہوئی تو مولانا اس وقت ہندوستان کا دورہ کر رہے تھے انہیں سلسلہ کا کام زیادہ عزیز تھا۔

ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب تاثیر رکھی تھی باتوں میں موہنی تھی وہ مخاطب ہوں تو ان کی بات کاٹنے کا حوصلہ کسی میں نہیں تھا۔ بات مدلل، بیان مؤثر، لہجہ عالمانہ، مخاطب چھوٹا ہے تو مربیانہ اور بڑا ہے تو مؤدبانہ۔ غرض ان سے گفتگو کرنے والا تشنہ نہیں رہتا تھا سیر ہو کر اٹھتا تھا۔

جماعت احمدیہ کے علم کلام میں سوال و جواب کی محفلوں کا انعقاد سرعام سرگرمیوں پر پابندی کے بعد سے ہونا شروع ہوا اس میدان کے مرد تو حضرت مرزا طاہر احمد۔ (خلیفۃ المسیح الرابع) تھے مگر مولانا دوست محمد شاہد صاحب بھی اس میدان میں فرد اور مستعد تھے ان کے علم کا استحضار بہت کام آتا تھا۔ الغرض جماعت کو جیسے جیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا اللہ تعالیٰ ویسے علماء بھی جماعت کو مہیا کرتا چلا گیا اور یہی سنت الٰہی ازل سے جاری ہے۔ پھر مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو سنت یوسفی بھی پورا کرنا پڑی۔ پیغام حق پہنچانے کے جرم میں رنج واسیری بھی کھینچا اور دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ اسیری میں بھی مولانا کا توکل دیکھنے والا ہوتا تھا۔

مولانا کی طبیعت میں توکل کے ساتھ استغنا بھی تھا انہیں کبھی اپنے لباس کے معاملے میں تکلف برتتے نہیں دیکھا گھر کے دھلے صاف ستھرے کپڑے پہنتے تھے البتہ پگڑی پر کلف ضرور لگاتے تھے کہتے تھے یہ خلفاء وقت کی عادت جاریہ ہے۔ عام مجلسوں میں ان کا لباس سادہ تر ہوتا تھا کہیں کسی خاص مجلس میں جانا ہوتا تو پگڑی کا کلف ضرور دیکھ لیتے۔ کلاہ کی پروا نہیں کرتے تھے۔ ہے تو ہے نہیں تو نہیں ہے۔ البتہ لمبی پگڑی کے قائل تھے کہ یہی ہمارے شرفا کا لباس ہوتا تھا۔ سوال و جواب کی محفل میں کبھی کبھار پگڑی ایک آدھ بار اتار کر پھر سر پر رکھ لیتے۔ سفر و حضر میں بشاشت ان کے ساتھ رہتی تھی دو چار بار ربوہ سے لاہور تک سرگودھا ایکسپریس میں ان کا ہمسفر ہونے کا موقع ملا ربوہ سے تو سب لوگ ہی تیسرے درجہ میں سفر کرتے تھے مولانا تیسرے درجہ میں بھی اطمینان سے بیٹھتے۔ ان کی زیادہ تر کوشش یہی ہوتی کہ کوئی سوال و جواب کا سلسلہ ہو جائے تو وقت آسانی سے کٹ جائے اور اعلائے کلمہ حق کا موقعہ بھی مل جائے۔ نازک تر حالات میں بھی ان کے سوال و جواب میں اتنی احتیاط ہوتی تھی کہ کسی کو گرفت کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ مگر سفر میں محض گپ بازی نہیں کرتے تھے نہ لطائف وظرائف سے اپنی مجلس کو نمکین بناتے تھے ہاں باتوں میں خشکی یا یبوست کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک دو بار ایسا بھی ہوا کہ ان کے استاد حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب بھی ہمسفر ہوئے تو نہایت ادب سے ان کی باتیں سنتے اور درمیان میں ان کی بات نہ کاٹتے۔ مولانا ابوالعطاء صاحب سفر کے دوران مزاح ضرور فرماتے تھے تاکہ ماحول میں تناؤ پیدا نہ ہو اور ان کے پاس بیٹھنے والے لوگ ان کی بزرگی کی وجہ سے جھجکنے نہ لگیں مگر مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو اپنے استاد کی موجودگی میں خاموش اور بہت زیادہ مؤدب پایا۔ بزرگوں کا یہی اسوہ پاس بیٹھنے والوں کو آداب سکھاتا تھا اور ہم نے بزرگوں کے پاس بیٹھ کر ہی سب کچھ سیکھا ہے۔

سادگی تو ہمارے سارے ہی علماء کا شیوہ رہی ہے مگر مولانا دوست محمد شاہد صاحب اس باب میں بھی سادہ تر تھے۔ ان کی چال ڈھال میں کسی قسم کا تفاخر یا خدانخواستہ عالمانہ تکبر نہیں تھا۔ چلتے البتہ تیز تھے مگر اس عجلت میں بانکپن تھا چلتے ہوئے اچھے اور باوقار لگتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کہیں رستہ میں انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو ان سے آگے گزرے یا ان کی راہ کاٹنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ چلتے تو اپنے خیالات میں مگن چلتے تھے غالباً کسی ایسی کیفیت میں سائیکل سے گر گئے تھے اور ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اس تکلیف کا انہیں اس لئے افسوس تھا کہ کچھ دیر کے لئے انہیں پابند بستر ہو جانا پڑا تھا۔ خدا معلوم آخری بیماری میں وہ کیسے بستر پر لیٹے رہتے ہوں گے؟

ان کی باتیں یاد آ رہی ہیں تو ان کا ذکر خیر طویل تر ہوتا جا رہا ہے مگر ان کے سارے شمائل کا احاطہ بھلا کوئی کیونکر کرے گا؟ اللہ تعالیٰ سلسلہ کے اس بے لوث بے پناہ انتھک خادم کی محنت قبول فرمائے اور اس کے لکھے میں برکت ڈالے اور آنے والی نسلوں کو اس سے کماحقہٗ متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین جو کام اس ایک شخص نے کیا ہے وہ اداروں کا کام ہوتا ہے مگر یہ اس سے عہدہ برآء ہو لئے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے اور بہت ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے تعاون کا اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کے ساتھیوں میں ایسے جانشین پیدا ہوں جو ان کے ورثہ کو آگے منتقل کر سکیں۔ اے خدا اس ہمہ تن خدمت گزار شخص کے حق میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کی دعائیں قبول فرما۔ آمین

ا۔ب۔ ناصر

محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ محترم عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب

محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ 25 نومبر 1927ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والدین محترم محمد شمس الدین صاحب اور محترمہ سیدہ صدیقہ بیگم صاحبہ بھاگلپور بہار سے ہجرت کر کے قادیان آ بسے۔ قادیان میں ان کے والد صاحب کو حضرت مصلح موعود، حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب، حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اور حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب کی گاڑیوں کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمات کا موقع ملا۔ بہت مخلص، محنتی اور تقویٰ شعار بزرگ تھے اپنی دو بیٹیوں کلثوم اور بشریٰ کو تعلیم دلوائی۔ کلثوم صاحبہ نے جب میٹرک پاس کیا تو وہ خاندان کی پہلی فرد تھیں جس نے میٹرک تک پڑھنے کا اعزاز حاصل کیا پھر دونوں بہنوں نے قادیان کے جامعہ نصرت میں تعلیم پائی۔ آپ اس بیج میں تھیں جس میں محترمہ سلیمہ میر صاحبہ، محترمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ، محترمہ امۃ الہادی صاحبہ اور محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ تھیں۔ قرآن پاک حضرت مصلح موعود کی قرآن کلاسز سے سیکھا۔ نوعمری سے لجنہ کا کام شروع کر دیا۔

تقسیم برصغیر کے بعد کراچی میں آباد ہوئے حلقہ سعید منزل میں رہائش تھی یہیں سے لجنہ کے کاموں کی ابتداء ہوئی۔ محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کراچی تشریف لائیں تو اپنی اس شاگرد سے باقاعدہ کام لینے لگیں۔ 1948ء میں محترم عبدالرحیم مدہوش رحمانی صاحب سے شادی کے بعد مارٹن روڈ کے حلقے میں منتقل ہوگئیں۔ ثواب کمانے کا ایک موقع ان کو اس طرح ملا کہ شوہر نئے احمدی تھے۔ ان کو قرآن کریم باترجمہ پڑھایا وہ صرف میٹرک پاس تھے تعلیم جاری رکھنے پر اصرار کیا جس کے نتیجے میں بی اے ایل ایل بی تک پڑھ کر اعلیٰ عہدے پر فائز ہوئے اور زندگی بھر جماعت کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ وہ سیکرٹری تحریک جدید کراچی کی حیثیت سے محنت اور ذوق وشوق سے کام کرتے تھے۔

کلثوم صاحبہ پیر الٰہی بخش کالونی منتقل ہوئیں تو وہاں بھی آپ سیکرٹری مال اور پھر صدر کی حیثیت سے انتھک خدمت کرتی رہیں۔ جماعت کے کام کو ہر کام پر مقدم رکھتیں۔ گھر گھر جا کر چندہ وصول کرتیں حساب کتاب کی بہت کھری تھیں۔ حلقے کی ممبرات تک ان کا فیض کئی رنگ میں پہنچتا محلے میں کیا احمدی کیا غیر احمدی اکثر ان کو امی جان کہتے اور عزت واحترام کا مقام دیتے ہر ایک کی ضرورت میں کام آنا اپنا فرض سمجھتیں اس کے لئے انہیں اپنے وسائل سے بڑھ کر خرچ کرنا پڑتا مگر اس میں خوش رہتیں۔ ہمسایوں سے بہت اچھا سلوک تھا۔ بچوں کے دوستوں اور بچیوں کی سہیلیوں کو اس قدر پیار دیتیں کہ وہ خود کو اسی گھر کا فرد سمجھتے۔

قادیان کے علم پرور ماحول میں پرورش پا کر انہیں علم کی بے حد قدر تھی اپنے بچوں کو بڑی قربانی کر کے اعلیٰ تعلیم دلائی۔ بڑی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر زاہدہ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر مقصود احمد صاحب پی ایچ ڈی ہیں کراچی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ اچھی شاعرہ ہیں جماعت کے کاموں میں بھی پیش پیش ہیں۔ عائشہ میڈل حاصل کیا۔ قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر پڑھاتی ہیں۔ دوسری بیٹی مکرمہ فریدہ فرحت صاحبہ اہلیہ محترم عبدالہادی قیوم صاحب ایم اے، ایم ایڈ ہیں۔ تیسری بیٹی مکرمہ ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ محترم عبدالصمد شفیق صاحب (مرحوم) پی ایچ ڈی ہیں اور کراچی یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ چوتھی بیٹی مکرمہ ڈاکٹر قدسیہ کوثر صاحبہ ایم بی بی ایس ہیں پانچویں بیٹی مکرمہ عالیہ نسرین صاحب مقیم امریکہ ایم اے ہیں۔ اسی طرح بیٹے مکرم غلام محمود بدر صاحب کینیڈا، مکرم انعام محمود قمر صاحب اور مکرم سلام محمود نصر صاحب بھی تعلیم یافتہ اور حسب توفیق جماعت کے کاموں میں مصروف ہیں۔

کلثوم صاحبہ بے حد متوکل، دعا گو، مشکلات پر صبر کرنے والی سادہ مزاج کی حامل خاتون تھیں۔ دنیاداری نام کو نہ تھی، سیدھی سچی صاف اور کھری بات کہنے کی عادت تھی۔ جماعت سے وابستگی، خلفائے کرام سے محبت، ہر تحریک پر لبیک کہنے کی عادی تھیں۔ مطالعہ کی شوقین تھیں کافی بڑی عمر تک دینی معلومات اور بیت بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتی رہیں۔ ان گنت بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔ پابند صوم وصلوٰۃ دعا گو خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے خاص سلوک تھا۔ معجزانہ رنگ میں دعا کی قبولیت کے بہت سے واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ ایک بچی کا سالانہ امتحان سے صرف ایک دن پہلے ایڈمٹ کارڈ کہیں راستے میں گر گیا سال ضائع ہونے کا خوف تھا۔ آپ نے سجدے میں اللہ تعالیٰ کا در کھٹکھٹایا۔ تھوڑی دیر میں محلے کا ایک لڑکا دروازے پر ایڈمٹ کارڈ دے گیا کہ جھاڑیوں سے پڑا ملا ہے۔ ایک بیٹی کا شوہر کار کے حادثے میں اچانک وفات پا گیا۔ کوئٹہ میں بچوں کے ساتھ اکیلے رہنا بہت مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ کراچی یونیورسٹی میں تبادلہ ہو جائے، بالکل غیر ممکن حالات میں بچی کا ٹرانسفر کراچی ہو گیا۔ اس طرح بیماریوں میں شفایابی، امتحان میں کامیابی، بچوں کے رشتے وغیرہ ہر امر میں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے نتیجہ میں معجزانہ ساتھ دیا۔

اس صابرہ شاکرہ خاتون نے 77 سال عمر پائی۔ 3/اکتوبر 2004ء کو کراچی میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں

باقی صفحہ 4 پر

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

مکرم پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب کا ذکر خیر

جب بھی کسی جگہ مالی قربانی اور مالی خدمت کا ذکر ہوتا ہے تو خاکسار کے ذہن میں فوری طور پر مکرم محبوب عالم خالد صاحب سابق ناظر مال آمد کا خیال آ جاتا ہے تو ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ خاکسار کو 1964ء سے 1979ء تک بطور سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بہاولپور خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل ملتی رہی۔ اس کے بعد 1983ء سے بطور صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور ساتھ 1994ء سے بطور سیکرٹری مال ضلع لاہور خدا کے فضل سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے جو کہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ مال کے شعبہ میں مکرم محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد کے زیر نگرانی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

آپ سال میں کئی مرتبہ جماعتوں کے دوروں پر تشریف لاتے رہے۔ آپ کا سفر گرمی یا سردی میں اکثر ٹرین پر ہوتا اپنے دورہ جات میں جماعت احمدیہ بہاولپور پر بھی شفقت کرم رہا۔ جماعت احمدیہ بہاولپور جب محترم محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد کا علم ہوتا تو جوق در جوق ایک خوشی کے ساتھ استقبال کے لئے جمع ہو جاتے ان میں خاکسار بھی شامل ہوتا۔ آپ بہاولپور میں تین دن قیام فرماتے اور یہ خوش قسمتی کہ خاکسار کو بھی ایک دن نصیب ہو جاتا۔ آپ مجلس عاملہ اور عام اجلاسات میں خطاب فرماتے اور خدمت دین کرنے کا حوصلہ بڑھاتے۔ آپ نمازوں کے پابند دورہ جات کے دوران باقاعدگی کے ساتھ ہر وقت زبان پر درود شریف کا ورد رہتا۔ جس سے آپ ملتے مسکرا کر پہلے اس کی خیریت معلوم کرتے اور پھر اس سے نہایت ہی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے مالی کاموں میں کوئی مشکل پیش آتی تو نہایت ہی آسان الفاظ میں حل بیان کرتے۔

جماعت کے مالی امور میں ہمیشہ پیار اور شفقت سے توجہ دلواتے اور بقایا داران سے نہایت شفقت سے چندہ کی وصولی کی تاکید فرماتے۔ جماعت احمدیہ بہاولپور کا بجٹ اور وصولی بہت کم تھا۔ لیکن آپ کی ذاتی نگرانی کی وجہ سے بہت ترقی کر گیا۔ عہدے داران کی تربیت کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ آپ کی محبت اور شفقت کا ایک واقعہ یاد آیا۔ خاکسار دورے پر جا رہا تھا تو ایک حادثہ پیش آ گیا۔ بازو پر تین جگہ سے فریکچر ہو گیا۔ محترم محبوب عالم خالد صاحب کو علم ہوا تو نہ صرف خبر گیری کے لئے خود تشریف لائے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھی دعا کے لئے تحریر فرمایا۔ نیز دعا کا الفضل اخبار میں بھی اعلان کروایا۔

ان کے پیار اور محبت کو دیکھتے ہوئے خدمت دین کا اس قدر جذبہ تھا کہ چوکی سے ایک عزیز نوجوان مکرم مرزا آصف بیگ صاحب کو بلوایا کہ وہ مجھے روزانہ سکوٹر پر احباب جماعت کے گھروں پر لے کر جایا کرے تا کہ چندہ جات وصول کر سکوں۔ بازو پر پلستر چڑھا ہوا ہے کہ گھر گھر جا کر چندہ لے رہا ہے یہ عمل ایک مہینہ سے زیادہ رہا اور جب محترم محبوب عالم خالد صاحب کو علم ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں خاکسار کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ کے بعد مکمل شفا دے دی۔

جب خاکسار 1979ء میں لاہور تبدیل ہو کر آیا تو آپ نے پھر اپنی محبت شفقت کا خط کے ذریعہ اظہار فرمایا۔ 1979ء میں خاکسار بہاولپور کو خیر باد کہہ کر لاہور آ گیا اور 1983ء سے بطور صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن خدمت کی توفیق مل رہی ہے آپ کی شفقت پہلے کی طرح خاکسار کے سر پر رہی جب آپ دورے پر لاہور تشریف لاتے تو امیر صاحب سے ارشاد فرماتے کہ تین چار حلقوں کے علاوہ سب سے پہلے حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن کا دورہ کرنا ہے اور حلقہ کا دورہ کر کے خوشی کا اظہار کرتے اور دعائیں دیتے اور حلقہ کے احباب کو خدمت دین کی نصائح فرماتے۔

آپ کی زندگی کا ہر پہلو اس بات کی غمازی کرتا تھا۔ آپ دین کو دنیا پر مقدم کئے ہوئے تھے آپ اپنے ہر قول و فعل کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق ادا کرتے یقیناً آپ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس خداداد اوصاف حسنہ سے نوازا تھا ان میں سے ایک خاص صفت آپ کی مہمان نوازی تھی۔ مالی قربانی اور خدمت دین کرنے والوں کے لئے آپ دعاؤں کا سہارا تھے۔ آپ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن میرے جیسے ادنیٰ سے ادنیٰ سلسلہ کے کارکن خادم ان کی محبت، شفقت دعاؤں کو دلوں میں ہمیشہ کے لئے بسائے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات ہمیشہ بلند کرتا رہے ہم جیسے خادم سلسلہ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایم ٹی اے کے پروگرام

27 ستمبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-15 am	درس حدیث
12-30 am	عربی سروس
2-30 am	ایم۔ٹی۔اے بین الاقوامی خبریں
3-05 am	گلشن وقف نو
4-15 am	راہ ھدیٰ
5-15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2009ء
6-20 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
7-00 am	تلاوت، درس حدیث
7-25 am	لقاء مع العرب
8-35 am	رفقاء احمد
9-05 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2009ء
10-35 am	فتح کے سامان
11-30 am	سفر بذریعہ ایم۔ٹی۔اے
12-00 pm	تلاوت، درس حدیث
12-30 pm	چلڈرن کلاس
1-35 pm	فتح کے سامان
2-40 pm	عربی سیکھئے
3-00 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
3-30 pm	(بیت) دارالبرکات کا معائنہ
4-00 pm	انڈونیشین سروس
5-00 pm	سپینش سروس
6-00 pm	تلاوت، درس حدیث
6-30 pm	عربی سیکھئے
6-50 pm	بنگلہ پروگرام
7-55 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2009ء
9-00 pm	چلڈرن کلاس
10-05 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
11-30 pm	سوال و جواب

28 ستمبر 2009ء

12-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
12-30 am	عربی سروس
2-35 am	چلڈرن کلاس
3-50 am	خطبہ جمعہ
4-55 am	(بیت) دارالبرکات کا معائنہ
5-25 am	سیرت النبی ﷺ
6-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-20 am	تلاوت، خبریں
7-05 am	لقاء مع العرب
8-10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 ستمبر 2009ء
9-10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
9-30 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
10-00 am	سوال و جواب
11-25 am	سیرت النبی ﷺ
12-00 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
1-05 pm	گلشن وقف نو
2-00 pm	فرنچ پروگرام
2-25 pm	فرنچ ملاقات
3-30 pm	انڈونیشین سروس
4-45 pm	خلافت جوبلی مشاعرہ
5-55 pm	تلاوت، درس حدیث، خبریں
6-55 pm	بنگلہ پروگرام
8-00 pm	خطبہ جمعہ 26 ستمبر 2008ء
9-10 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2004ء
10-05 pm	گلشن وقف نو
10-55 pm	فرنچ ملاقات

(بقیہ از صفحہ 1)

حضرت مسیح موعود کے بعض ارشادات حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ بیوی بچوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ ہو مگر صرف اسی طرف توجہ نہیں ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کامل اطاعت کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ یہ نہیں کہ اپنا فائدہ ہو تو نظام جماعت کی طرف دوڑو اور اگر اپنے خلاف فیصلہ کی توقع ہو تو پھر ملکی عدالتوں کی طرف چلے جاؤ۔ شیطان کامل اطاعت سے روکنے کے لئے عجیب عجیب طریقے اختیار کرتا ہے اور شیطان سے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے یہ کوشش کرتے رہو کہ شیطان دوبارہ غلبہ نہ کرے اور خدا کی رضا کے لئے ہر احمدی کو ہمیشہ سوچتے رہنا چاہئے اور رمضان کے اطاعت کے مضمون کو ہمیشہ سامنے رکھو اور نظام جماعت سے چمٹے رہو۔ اسی میں ہی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔ اپنے اعمال پر نظر رکھنے والے ہوں۔ وہ اعمال بجا لائیں جو خدا کی رضا کی طرف لے جائیں۔ اگر ایسا ہو تو یہی ایک مقصد ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب کو عید مبارک ہو۔ بعض احمدیوں نے عید اس طرح منائی کہ کھل کر اظہار نہ کر سکے۔ خدا ایسے حالات کر دے کہ خدا کی رضا کے مطابق آزادی سے عید منانے والے ہوں۔ اپنی دعا میں اسیران، شہداء، ان کی اولاد، بیماروں، مالی قربانی کرنے والوں، ضرورتمندوں، مجبوروں اور لاچاروں کو یاد رکھیں۔ اس کے بعد حضور انور نے خطبہ ثانیہ پڑھا اور اجتماعی دعا کروائی۔ پھر بیت الفتوح میں نماز عید ادا کرنے والے پانچ ہزار سے زائد افراد جماعت کو شرف مصافحہ بخشا۔

درخواست دعا

مکرم مقصود احمد صاحب جٹ طاہر آباد غربی گردوں کی خرابی کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم رانا ظفر اللہ صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ بیماری کے بعد کافی کمزوری محسوس کرتے ہیں۔ مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

داخلہ کمپیوٹر کورسز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل کورسز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند خدام اپنی درخواستیں دفتر خدام الاحمدیہ میں جمع کروادیں۔ داخلہ فارم دفتر ہذا سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

1۔ ویب ڈیویلپمنٹ

ایچ ٹی ایم ایل، سی ایس سی، جاوا سکرپٹ، پی۔ ایچ۔ پی

2۔ ویب گرافکس

اڈوب فوٹوشاپ، فلیش 8.0

(انچارج طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

طاہر ہومیو پیتھک کی تعطیلات

مورخہ 19 ستمبر تا 24 اکتوبر 2009ء طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ بوجہ تعمیر بند رہے گا۔ تاہم کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں وقت لے کر چیک کروایا جا سکتا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

درخواست دعا

مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔ خاکسار کے تایا زاد بھائی مکرم خالد انور صاحب کہکشاں کالونی ربوہ شدید بیمار ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں تشویشناک حالت میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم مختار احمد صدیق ڈوگر صاحب سابق کارکن وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ میرے داماد مکرم منیب اللہ خان صاحب کینیڈا دو ہفتے قبل ہونے والے حادثے کے بعد تا حال ICU میں داخل ہیں۔ پھیپھڑے کام نہیں کر رہے۔ مصنوعی سانس دی جا رہی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 26 ستمبر

طلوع فجر	5:32
طلوع آفتاب	6:56
زوال آفتاب	1:00
غروب آفتاب	7:02

خوشخبری مغل بینکوئیٹ ہال ٹینٹ سروس کی سہولت بھی دستیاب ہے

ربوہ کا جدید خوبصورت معیاری ایئرکنڈیشنر ہال جہاں آپ کو معیاری کھانوں اور معیاری سروس کی ضمانت دی جاتی ہے۔ تیز پکی پکائی دیگیں بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں۔

پروپرائٹر: محمد عظیم احمد مغل بینکوئیٹ ہال 3/1 فیکٹری ایریا ربوہ 047-6211412-0333-6716317

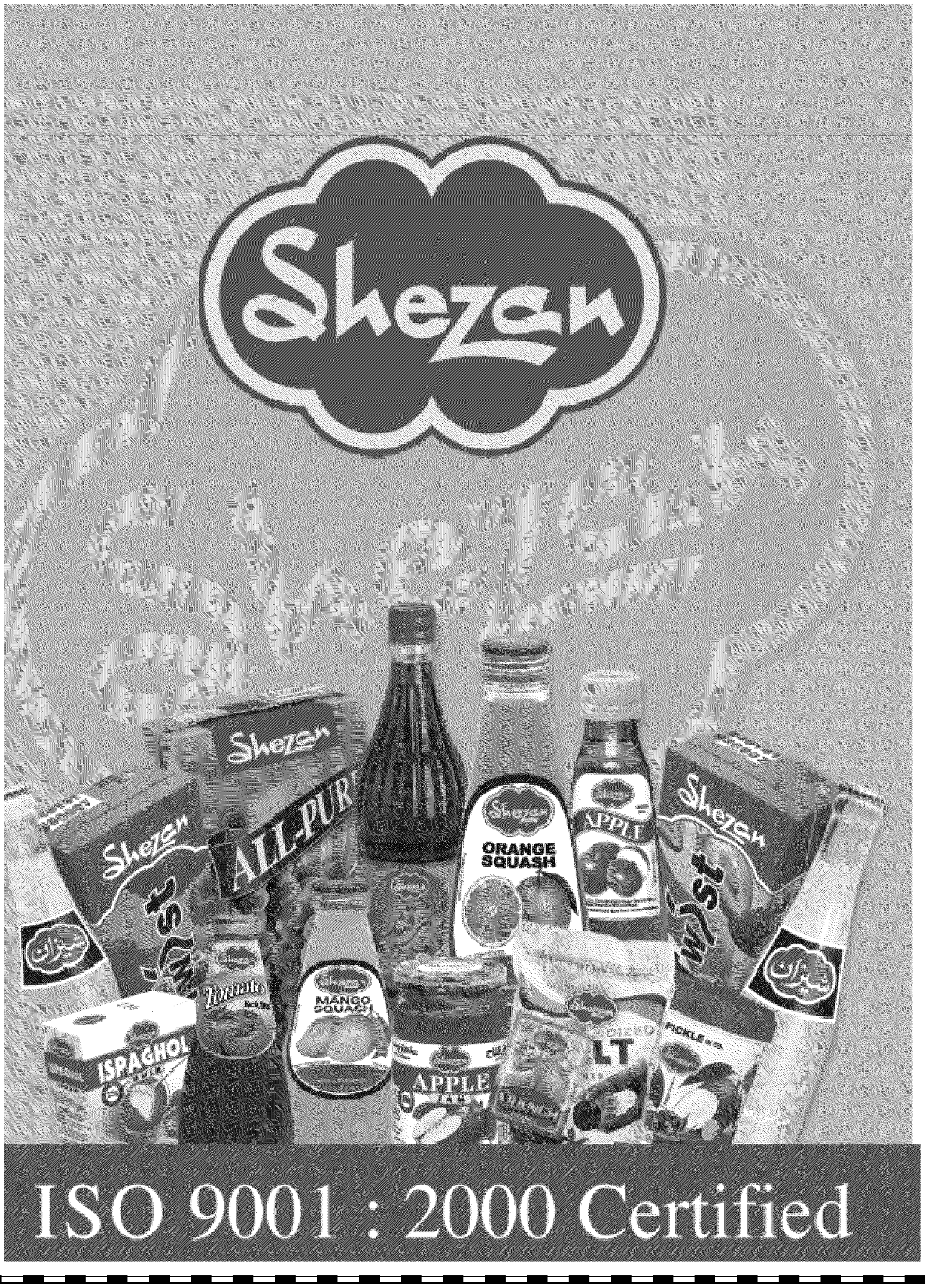

اطلاع عام

ہماری مشہور و معروف دوا
''حبوب مفید اٹھرا''
کی نقل تیار کر کے بیچی جا رہی ہے اس لئے احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ خریدنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کر لیا کریں۔ بہتر ہوگا کہ ہم سے خریدیں یا ہمارے مقرر کردہ سٹاکسٹ سے خرید فرمائیں۔

مینیجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ، گولبازار ربوہ
047-6211434، 6212434

ٹیوشن: انگلش
0334-6372030
ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی: تعلیم / علاج
0476-212694

حب مفید اٹھرا اٹھرا کے مریضوں کیلئے مجرب نسخہ
اس اہم نسخہ کی تھوک اور پرچون کی خریداری کیلئے رجوع فرمائیں
حکیم منور احمد عزیز دارالفتوح گلی نمبر 1 ربوہ
0476214029
03346201283

Hoovers World Wide Express
کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں
جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکجز
تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے
0345-4866677
0333-6708024
042-5054243
7418584
بلال احمد انصاری، صفیان احمد انصاری
بیسمنٹ 25۔ قیوم پلازہ ملتان روڈ چوبرجی لاہور
نزد احمد فیبرکس

FD-10